تعلیماتِ اسلام اور غیر مسلم

(از مولوی محمد مسلم صاحب مالدہی متعلم مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی)

ناظرین کرام!! اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو لوگوں کو خونریزی اور سفاکی کی تعلیم نہیں دیتا۔ اور خود غرضی اور نفس پرستی کے سبق سے نا آشنا ہے۔ اس کی غرض تو یہ ہے کہ دنیا سے ظلم و استبداد وحشت و بربریت کی بنیاد کو پامال و نیست و نابود کرے۔ کمزور اور مظلوم اقوام کے سلاسل غلامی کو توڑ کر ان کو پنجۂ استبداد سے رہائی دلائے اور انسان سب آپس میں بھائی بھائی ہو جائیں۔ اور دنیا میں ایک امن عامہ پیدا ہو جائے۔ لفظ اسلام خود بتا رہا ہے کہ یہ مذہب ضرور سلامتی اور سلامت روی و مسالمت کی تعلیم دیتا ہے مذہب اسلام کی خوبیاں اور اس کی تعلیمات سے واقف ہونے کیلئے قرآن مجید اور آنحضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے واقف ہونیکی ضرورت ہے جن لوگوں نے ان کا مطالعہ کیا ہے ان کو معلوم ہے کہ واقعی مذہب اسلام امن و صلح و شانتی سے معمور ہے۔ یہاں صرف اشارے کے طور پر اس کی چند خوبیاں بیان کر دیتا ہوں۔

تمام مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ چھٹی صدی عیسوی کے آخر میں تمام دنیا میں انتہائی جہالت و ظلمت چھا گئی تھی۔ ایران۔ روم۔ مصر۔ عرب۔ ہندوستان۔ چین۔ غرضکہ ہر ملک اور قوم انسانیت تہذیب اور روحانیت سے بالکل معرا ہو کر رذالت و پستی کے انتہائی مقام پر پہنچ چکی تھی۔ ایران میں مجوسی اخلاق بد اخلاقی کا جامہ پہن چکا تھا وہاں نفس پرستی اور بدچلنی نے شاہی درباروں اور شرفا کے گھروں میں بھی اپنا عمل دخل بٹھا لیا تھا۔ نوع انسانی کی شرافت چند طاقتور لوگوں کا حصہ بنکر باقی تمام لوگوں کو چوپایوں کی صف میں کھڑا کر دیا تھا۔ وہ انسان جس کو اشرف المخلوقات کا مرتبہ حاصل ہے کس قدر پستی اور رذالت میں پہنچ چکا تھا۔ پتھروں۔ دریاؤں۔ پہاڑوں چوپاؤں۔ اور سانپوں کو اپنا معبود اور مسجود بنا لیا تھا۔ وہاں طاقتور اور صاحب اقتدار ہستیوں یعنی بادشاہوں سپہ سالاروں اور امیروں کو خدائی کے دعوے تھے۔ یہ لوگ اپنے ہم جنس انسانوں کو اسقدر ذلیل سمجھتے تھے اور اتنے مظالم ان پر روا رکھتے تھے کہ آج اگر ان کا عشر عشیر ظلم بھی کوئی شخص کسی بیل یا گھوڑے پر روا رکھے تو اس پر فوراً مقدمہ قائم ہو جائے اور قید و جرمانہ کی سزا عائد ہو جائے۔ وہاں عورتوں کو ترغیب دی جاتی تھی کہ وہ خودکشی کر لیں یہی حال مصر و چین کا تھا ساری کی ساری دنیا بدچلنی۔ ظلم۔ بے حیائی۔ سفاکی اور جہالت میں مبتلا تھی خدا کا نام لینے والا کوئی نہ تھا۔ اسی طرح ملک عرب ان تمام رذالتوں اور جہالتوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ایک انسان دوسرے انسان کا جانی دشمن تھا۔ معمولی سی بات پر تلوار چل جاتی تھی۔ خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش و پوجا چھوڑ کر تین سو ساٹھ

بتوں کی پوجا ہو رہی تھی۔ لوگوں کی رگ رگ میں اصنام پرستی سرایت کر چکی تھی۔ حق و صداقت کی جگہ کذب و باطل کا بول بالا تھا۔ سورج اور چاند وغیرہ کو اپنا حاجت روا سمجھا جاتا تھا۔ عین ایسے زمانے اور ایسے ملک میں مذہب اسلام نے دنیا کی اس رذالت و پستی اور پلیدی کو دور کرنے کیلئے توحید کا علم بلند کیا۔ اور اہل عرب کو ضلالت و شقاوت کی ظلمتوں سے نکالکر عروج و ترقی کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا۔ اور ساری دنیا میں ایک نیا انقلاب پیدا کر کے امن عامہ قائم کیا ابھی پہلی صدی ہجری ختم نہ ہونے پائی تھی کہ چین کے ساحل سے مراکش و اسپین کے ساحل تک تمام متمدن دنیا مسلمانوں کے زیر سایہ ہر قسم کے اخلاق فاضلہ میں ترقی کر رہی تھی۔

مذہب اسلام نے عرب کی اس اصنام پرستی و بت پرستی کو دیکھکر برملا یہ اعلان کر دیا۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا ۔ یعنی آپ اہل کتاب سے کہئے کہ آؤ ہم اور تم اس بات پر اتفاق کر لیں کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرینگے اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائینگے عرب کے کچھ لوگوں میں یہ دستور تھا کہ وہ اپنی لڑکیوں کو غربت اور ذلت کے خوف سے زندہ زمین میں گاڑ دیا کرتے تھے۔

جب مذہب اسلام آیا تو اس نے اس رسم بد کی پرزور مخالفت کی اور سختی کے ساتھ اسکو روک دیا اور علی الاعلان یہ کہدیا۔ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ (بنی اسرائیل ع ۴) یعنی محتاجی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو کیونکہ روزی ہمارے ہاتھ میں ہے اور ہم ہی سب کو روزی دیتے ہیں۔ سچ ہے ؎

چناں پہن خوان کرم گسترد ٭ کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد

چنانچہ اس کی بنیاد ہی کو اسلام نے اکھیڑ دیا۔ الغرض اس قسم کی خوبیاں مذہب اسلام میں لاتعداد ہیں اگر وہ تحریر کیجائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائیگی۔ زیادہ تفصیل کی طرف نہیں جانا چاہتا ہوں یہاں صرف ناظرین کرام کے سامنے چند غیر مسلم حضرات کے اقوال نقل کر دیتا ہوں جو مذہب اسلام کی خوبیوں اور اس کی سچی تعلیمات کو دیکھکر ذیل کے الفاظ کہنے پر مجبور ہوئے ہیں:۔

اسلام غیر مسلموں کی نظروں میں

چیمبرز انسائیکلو پیڈیا میں ایک آرٹیکل لکھنے والا مذہب اسلام اور اسکی تعلیمات کی نسبت لکھتا ہے:۔ مذہب اسلام کے نہایت کامل اور روشن حصے یعنی قرآن مجید کی اخلاقی تعلیم میں ناانصافی۔ کذب۔ غرور۔ انتقام۔ غیبت۔ استہزاء۔ طمع۔ اسراف۔ عیاشی۔ بدگمانی نہایت قابل ملامت قرار دیگئی ہے۔ نیک نیتی۔ فیاضی۔ حیا۔ تحمل۔ صبر۔ بردباری کفایت شعاری۔ سچائی۔ راست بازی۔ ادب۔ صلح۔ سچی محبت۔ اور سب سے پہلے خدا پر ایمان لانا اور اس کی مرضی پر توکل کرنا سچی ایمانداری کا رکن اور سچے مسلمان کی نشانی خیال کی گئی ہے۔ یورپ کے علوم و فنون کی ترقی کا اصل

سبب بھی اسلام ہی ہوا ہے ۔"

سر ولیم میور (لائف آف محمد کا مصنف) جو اسلام کی مخالفت میں شہرت حاصل کر چکا ہے ایک جگہ مندرجہ ذیل الفاظ لکھنے پر مجبور ہو گیا ہے " اسلام نے ہمیشہ کے واسطے توہمات باطلہ کو جن کی تاریکی مدتوں سے چھا رہی تھی کالعدم کر دیا۔ بت پرستی موقوف ہو گئی۔ اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور ایک جگہ محیط قدرت کا مسئلہ حضرت محمد (صلعم) کے معتقدوں کے دلوں میں اور جانوں میں ایسا ہی زندہ اصول ہو گیا ہے جیسا کہ حضرت محمد (صلعم) کے دل میں تھا۔ مذہب اسلام میں سب سے پہلی بات جو خاص اسلام کا مفہوم ہے یہ ہے کہ خدا کی مرضی پر کامل بھروسہ اور توکل کرنا چاہیئے۔ بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں ہیں۔ چنانچہ مذہب اسلام کی یہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبت رکھیں۔ یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے غلاموں کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آنا چاہیئے نشہ کی چیزوں کی ممانعت ہے۔ مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا "

میشور ربان اپنی کتاب سفر مشرق میں لکھتا ہے " عیسائیوں کیلئے نہایت افسوس کی بات ہے کہ مذہبی رواداری جو مختلف اقوام میں ایک بڑا قانون مروت ہے عیسائیوں کو مذہب اسلام ہی نے سکھایا یہ بھی ایک ثواب کا کام ہے کہ انسان دوسرے کے مذہب کی عزت کرے اور کسی کو مذہب کے قبول کرنے پر مجبور نہ کرے "

مصر کے مشہور اخبار ایجیٹ میں ایک مسیحی نے لکھا تھا کہ " ہم عیسائیت اور اسلام کا مقابلہ کرتے ہیں تو ایک نمایاں فرق یہ نظر آتا ہے کہ عیسائی مذہب کے راستے میں جب علوم و فنون آ گئے تو اسنے نہایت بیدردی سے ان کو پامال کیا۔ لیکن مذہب اسلام نے خود علوم و فنون کی بنیادیں قائم کیں۔ اور عیسائیت اور مجوسیت نے جن شائقین علوم کو شوق علم کے جرم میں جلاوطن کیا مذہب اسلام نے ان کو اپنے دامن میں پناہ دی۔ جس طرح عیسائیت علم اور تمدن کے میدان میں اسلام کے دوش بدوش نہیں چل سکتی اسی طرح اخلاقی حیثیت سے بھی اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتی "

مسٹر طامس کارلائل نے اپنی کتاب " لیکچرز آن ہیروز " میں لکھا ہے کہ " مذہب اسلام کا آنا عرب کی قوم کے حق میں گویا تاریکی میں روشنی کا آنا تھا۔ عرب پہلے ہی پہل اس کے ذریعہ زندہ ہوا۔ اہل عرب گلہ بانوں کی غریب قوم تھی۔ اور جب سے دنیا بنی تھی عرب کے چٹیل میدانوں میں پھرا کرتی تھی۔ اور کسی شخص کو ان کا کوئی خیال بھی نہیں تھا۔ اس قوم میں ایک اولوالعزم پیغمبر ایسے کلام اور ایسے مذہب کے ساتھ جس پر وہ یقین کرتے تھے بھیجا گیا۔ اب دیکھو کہ جس چیز سے کوئی واقف ہی نہ تھا وہ تمام دنیا میں مشہور و معروف ہو گئی اور چھوٹی چیز بڑی بن گئی "

غیر مسلموں کے ان اقوال کو پڑھکر اس زمانے کے مسلمان ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالکر سوچیں کہ کیا وہ بھی ان تعریفوں کے مستحق ہیں؟ افسوس ہے کہ جس اسلام کی قدر غیروں کی نگاہ میں یہ ہو اس کو خود اس کے ماننے والے قدر کی نگاہ سے نہ دیکھیں اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے سے غفلت برتیں ۔